۴۱

رمضان قومی ترقی کیلئے ضروری چیز ہے

(فرمودہ ۲۱- دسمبر ۱۹۳۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے حسب ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-
يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [1]-

اور پھر فرمایا:-

روزے ایک ایسی ضروری چیز ہیں کہ کوئی مذہب دنیا کا ایسا نہیں جس میں ان پر زور نہ دیا گیا ہو گو روزوں کی تعداد میں فرق ہو اور ہے، گو روزہ رکھنے کے طریق میں فرق ہو اور ہے مگر بہرحال روزہ کسی نہ کسی صورت میں ہر مذہب میں موجود ہے۔ یہودیوں میں بھی روزے ہیں، عیسائیوں میں بھی ہیں، زرتشتیوں میں بھی ہیں اور ہندوؤں میں بھی ہیں اور اب تو ایک نئی قسم کا روزہ نکل آیا ہے جو کانگرس والے رکھتے ہیں۔ یعنی کسی سے جھگڑا ہوا تو کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ بہرحال یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزہ ایک ایسا روحانی ذریعہ ہے کہ اس کی اہمیت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

پس وہ چیز جس کی اہمیت کا کسی کو بھی انکار نہیں، اس کی اہمیت کا انکار بھلا وہ قوم کس طرح کرسکتی ہے جو اللہ تعالٰی کے تازہ کلام کی حامل ہو۔ ہر مومن جب ایمان لاتا ہے اور جب اپنے رب سے تعلق پیدا کرتا ہے تو گویا زبان سے یہ اقرار کرتا ہے کہ وہ اب ایسے نیک کام کرے گا جو دنیا پہلے نہیں کرتی تھی۔ ورنہ جو نیکیاں دنیا پہلے ہی کررہی تھی، ان کے کرنے

کیلئے اس کے آگے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ رسول کریم ﷺ پر غار حرا میں جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے نیز اپنی ذمہ داریوں کے احساس کی وجہ سے اور ان کے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے آپ اپنی وفادار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس مشورہ کرنے گئے اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ذمہ داری آپ پر ڈالی ہے تو ضرور اس کے بجالانے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو الہام ہوتے ہیں وہ یا تو انعامی ہوتے ہیں یا امتحانی' کبھی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اس کا امتحان لینے کیلئے الہام نازل کرتا ہے تا اس کے اندر جو شر ہو وہ ظاہر ہوجائے اور کبھی الہام اس لئے نازل کرتا ہے کہ اپنے بندے کو اونچا کرے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَداً [۲] یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ہرگز رُسوا نہیں کرے گا۔ اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ یہ الہام امتحانی ہے' تو میں اسے مان نہیں سکتی میں چونکہ آپ کی ذات سے پوری طرح آگاہ ہوں' اس لئے میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ اور ایسا نہ ہونے کی بناء آپ نے جن اخلاق پر بتائی' ان میں سے ایک یہ ہے کہ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ [۳] یعنی دنیا سے جو نیکیاں معدوم ہوچکی ہیں' وہ آپ سے ظاہر ہورہی ہیں۔ نیا سلسلہ قائم کرنے کی غرض یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی ایسی چیز جو پہلے موجود نہیں' اب اس کے ذریعہ قائم کی جائے لیکن اگر وہ پہلے ہی موجود ہو' تو اتنی مصیبتیں اور اتنی تکلیفیں اٹھانے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے۔ اور جس جماعت کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ معدوم اخلاق قائم کرنے کیلئے قائم کی گئی ہے' وہ ان نیکیوں کا جو اس سے پہلے موجود تھیں کیا انکار کرسکتی ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ کہ روزے ایسی نیکی ہے جو تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کی گئی تھی اور وہ بھی اسے بجالاتے رہے ہیں۔

پس روزے کوئی نئی نیکی نہیں جو تمہارے ذریعہ سے قائم کی جارہی ہے۔ بعض نئی نیکیاں تمہارے ذریعہ سے بھی قائم کی جائیں گی اور وہی تمہارا اصل مقصد ہیں مگر روزے کوئی نئی نیکی نہیں۔ روزے تو دنیا میں سب رکھتے ہیں حتّٰی کہ کافر بھی رکھتے ہیں پس تم کو ان سے بہتر طریق پر روزے رکھنے چاہئیں نہ یہ کہ اس میں تمہاری طرف سے کسی قسم کی کمزوری

ظاہر ہو- پھر فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ - یاد رکھو یہ مصیبت نہیں- اگر کوئی دکھ کی چیز ہو تو انسان کہہ سکتا ہے کہ میں دکھ میں کیوں پڑوں مگر فرمایا روزے تمہارے لئے تقویٰ کا باعث ہیں اور گو بظاہر یہ ہلاکت کا ذریعہ معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انسان فاقہ کرتا ہے' جاگتا ہے' بے وقت کھاتا پیتا ہے جس سے معدہ خراب ہوجاتا ہے' پھر ساتھ ہی اس کے یہ احکام ہیں کہ صدقہ و خیرات زیادہ کرو' غرباء کی پرورش کا زیادہ خیال رکھو گویا ایک طرف جسمانی اور دوسری طرف مالی نقصان ہے- رمضان میں انسان اپنے مال سے آپ فائدہ نہیں اٹھاسکتا کیونکہ روزہ سے ہوتا ہے لیکن دوسروں پر خرچ کرتا ہے- ان دنوں وہ ایک طرح اپنے مال کا متولی بن جاتا ہے اپنے لئے صرف قوت لایموت مہیا کرتا ہے اور دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے- پھر فرمایا اَلَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؎ - یعنی جس میں طاقت ہو وہ غریبوں کو کھانا کھلائے- بظاہر یہ سب تباہی کے سامان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ- یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے- نجات اُخروی کا باعث نہیں بتایا بلکہ تَتَّقُوْنَ فرمایا ہے یعنی تمہارے دینی اور دنیوی دونوں قسم کے فوائد اور کامیابیاں اس میں ہیں- اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے فوائد ہیں جو روزے سے حاصل ہوتے ہیں- ایسے فوائد بیسیوں ہیں مگر میں ان سب کو اس وقت گِنا نہیں سکتا اور اس وقت صرف ایک روحانی فائدہ کا ذکر کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ روزہ سے انسان اللہ تعالیٰ سے مشابہت اختیار کرتا ہے- خدا تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نیند سے بَری ہے' انسان ایسا تو نہیں کرتا مگر اپنی نیند کے ایک حصہ کو روزوں میں خدا کیلئے قربان ضرور کرتا ہے- سحری کھانے کیلئے اٹھتا ہے' تہجد پڑھتا ہے' عورتیں جو روزہ نہ بھی رکھیں وہ سحری کے انتظام کیلئے جاگتی ہیں' کچھ وقت دعاؤں میں اور کچھ نمازوں میں جاگنا پڑتا ہے اور اس طرح رات کا بہت کم حصہ سونے کیلئے باقی رہ جاتا ہے اور کام کرنے والوں کیلئے تو دو تین ہی گھنٹے نیند کیلئے باقی رہ جاتے ہیں- اس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ سے ایک مشابہت پیدا ہوجاتی ہے- پھر اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے انسان کھانا پینا بالکل تو نہیں چھوڑ سکتا مگر پھر بھی رمضان میں اللہ تعالیٰ سے وہ ایک قسم کی مشابہت ضرور پیدا کرلیتا ہے کیونکہ وہ کچھ عرصہ کھانا نہیں کھاتا- پھر جس طرح اللہ تعالیٰ سے خیر ہی خیر ظاہر ہوتا ہے' اسی طرح انسان کو بھی روزوں میں خاص طور پر نیکیاں کرنے کا حکم ہے- رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص غیبت' چغلی' بدگوئی وغیرہ بُری باتوں سے پرہیز نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا؎ - گویا مومن بھی کوشش کرتا

ہے کہ اس سے خیر ہی خیر ظاہر ہو- اور وہ غیبت' چغلی' لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے- اس طرح اس حد تک خداتعالیٰ سے مشابہت پیدا کرلیتا ہے جس حد تک ہو سکتی ہے اور یہ ایک ظاہر بات ہے کہ ہرچیز اپنی مثل کی طرف دوڑتی ہے- فارسی میں مشہور ہے- کند ہم جنس باہم جنس پرواز- حضرت محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ ایک ضروری کام کیلئے کہیں جارہا تھا کہ ایک کوّے اور ایک کبوتر کو اکٹھے بیٹھے دیکھا- میں حیران ہوا کہ ان کا آپس میں کیا جوڑ ہوسکتا ہے- اگرچہ مجھے ضروری کام تھا مگر اسے کسی اور کے سپرد کردیا اور خود یہ معلوم کرنے کیلئے وہیں بیٹھ گیا' ہر شخص اسے نہیں سمجھ سکتا مگر یہ ہے صحیح جو کچھ انہوں نے لکھا' وہ لکھتے ہیں میں نے اس کام کو سورۃ فاتحہ کے سپرد کردیا اور خود وہیں بیٹھا رہا جب وہ دونوں اُڑے تو میں نے دیکھا کہ دونوں لنگڑے تھے- اور یہی وجہ ہے کہ وہ دونوں مل کر بیٹھے تھے- تو مشابہت آپس میں تعلق پیدا کردیتی ہے- اور جو انسان خدا جیسا بننے کی کوشش کرے' خداتعالیٰ اسے ہلاک اور برباد ہونے سے بچاتا اور اس کا محافظ ہوجاتا ہے-

پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خداتعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتّصال ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود اس کا محافظ بن جاتا ہے- جسمانی طور پر یہ فائدہ ہوتا ہے کہ انسان میں قربانی کا مادہ' غریبوں کی ہمدردی کا مادہ' تکالیف کی برداشت کا مادہ پیدا ہوتا ہے- انسان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں ہوتی ہیں مگر وہ کھاتا نہیں اس لئے کہ خدا نے منع کیا ہے اور چیز میسر ہوتے ہوئے اسے خود استعمال نہ کرنے بلکہ دوسروں کیلئے استعمال کرنے سے ہی قربانی کا مادہ پیدا ہوسکتا ہے- اور یہ قومی ترقی کا ایک بڑا گُر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے- تمام قسم کی قومی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہوجائے کہ ان کی اپنی چیزیں انہی کی ہیں' دوسروں کا اس میں کوئی حق نہیں ہے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا حق انہی کو ہے جن کو دی گئی ہیں- غور کرو خداتعالیٰ نے جس کو اچھی صحت دی ہو' اسے اچھی بھوک لگتی اور اچھی نیند آتی ہے' وہ اگر اپنے کسی عزیز بیمار سے کہے کہ میں ان چیزوں کو کیوں استعمال نہ کروں اور کیوں ان سے فائدہ نہ اٹھاؤں جب خدا نے مجھے دی ہیں اور اس طرح بیمار کو تڑپتا چھوڑ کر اس کے رشتہ دار سوجائیں' کیسا بُرا نتیجہ نکلے گا اور اس گُر کو کہ جسے کوئی چیز حاصل ہو' اسی کو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو کتنی بڑی مصیبت دنیا میں آجائے- زمیندار اس گُر کو

استعمال کرکے دیکھیں، چند ہی دنوں میں ان کا زمیندارہ بند ہوجائے گا۔ ہر زمیندار کی زمین رستوں پر نہیں ہوتی اسے اپنے کھیتوں میں جانے کیلئے دوسروں کے کھیتوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اب اگر ہر زمیندار لٹھ لے کر کھڑا ہوجائے کہ میں کسی کو گزرنے نہ دوں گا تو چند ہی دنوں میں کام بند ہوجائے۔ دس بیس کھیت ہی شاید بچ سکیں جو رستوں پر واقع ہوں۔ پس یہ اصول غلط ہے کہ فلاں چیز میری ہے اس لئے میں ہی اسے استعمال کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔ روپیہ ہمارا ہے، کھانے پینے کی چیزیں ہماری ہیں، مگر حکم یہ ہے کہ دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچاؤ اور کھلاؤ کیونکہ اس سے دنیا کے تمدن کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ پھر امیروں کو روزہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ جب اس تھوڑے سے وقت میں بھوک کی وجہ سے اس قدر تکلیف اٹھانی پڑتی ہے تو ان غریبوں کا کیا حال ہوتا ہوگا جن پر ہمیشہ ہی یہ حالت رہتی ہے۔ امراء کے ہاں تو افطار کیلئے عصر بلکہ ظہر سے ہی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں، کہیں بادام اور پستے پیسے جارہے ہیں، کہیں بالائی آرہی ہے، کہیں مٹھائیاں تیار ہورہی ہیں، اگر گرمی کا موسم ہو تو برف اور لیمن وغیرہ مہیا کیا جاتا ہے، بیسیوں قسم کے کھانے تیار ہوتے ہیں، پھر بھی وہ روزہ کو ایک احسان سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ ایک بڑی مصیبت تھی۔ گرمی کے موسم میں دن چڑھتے ہی پیاس کی شکایت شروع ہوجاتی ہے اور وہ یوں سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھ کر ہم نے گویا دنیا پر ایک احسان کیا ہے۔ ایسے لوگوں کو یہ احساس ہوسکتا ہے کہ جو لوگ غریب ہیں اور جن کے گھروں میں کھانے کو کچھ نہیں ہوتا، ان کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ کوئی اس سے فائدہ اٹھائے یا نہ اٹھائے مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر ایک حجت قائم کردیتا ہے تا قیامت کے دن وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں تو کوئی پتہ ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا کہ سردیوں میں رمضان آیا اور تم نے تکلیف محسوس کی، گرمیوں میں آیا اور تم نے تکلیف محسوس کی، مگر یہ خیال نہ آیا کہ جنہیں کھانے کو نہ سردیوں میں ملتا نہ گرمیوں میں، ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ پس رمضان ہر شریف آدمی کے دل میں احساس پیدا کردیتا ہے اور بُرے آدمی کے دل پر حجت قائم کردیتا ہے۔ شریف آدمی تو اس سے غرباء کی حالت کا احساس کرتا اور ان کی خبرگیری کی کوشش کرتا ہے مگر شریر آدمی پر اس سے حجت قائم ہوجاتی ہے تا خدا تعالیٰ کے حضور وہ یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے معلوم نہ تھا۔ بھوک، پیاس کی کیا تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح روزہ سے

مصیبت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ لڑائیوں' جنگوں اور دینی کاموں میں انسان کو تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں' فاقے کرنے پڑتے ہیں' جاگنا پڑتا ہے اور یہ سب عادتیں رمضان میں پیدا ہوتی ہیں۔

گرمیوں کے دنوں میں روزہ دار صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہتا ہے' راتوں کو اٹھتا ہے اور انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ جو تکلیف وہ عام حالات میں برداشت کرسکتا ہے' اس سے کئی گنا زیادہ غیر معمولی حالات میں برداشت کرسکتا ہے اور جب روزہ میں انسان کو بارہ چودہ گھنٹے بھوکا' پیاسا رہنے کی عادت ہو تو دین کیلئے اگر ضرورت پڑے تو اس سے دوگنا تکلیف برداشت کرسکتا ہے۔ پس روزہ سے بھوک پیاس کی برداشت کی عادت ہوتی ہے اور دین کیلئے تکالیف برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے غرض رمضان قومی ترقی کیلئے ضروری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے رمضان اس لئے نازل کیا ہے کہ تا تم دینی و دنیوی دونوں قسم کی ترقیات حاصل کرسکو۔ جو قومیں صرف خور ونوش میں لگ جاتی ہیں اور اس میں روپیہ صرف کرنا شروع کردیتی ہیں' وہ ہمیشہ تنزل کی طرف جاتی ہیں۔ زیادہ کھانا' زیادہ پینا' زیادہ سونا اور زیادہ باتیں کرنا' صوفیاء کے نزدیک روحانی ترقی میں روکیں ہیں۔ جو لوگ زیادہ باتیں کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ ضرور بیہودہ باتیں بھی کرتے ہیں کیونکہ ہر وقت علمی باتیں ہی نہیں کی جاسکتیں اور ہر وقت علمی باتیں سننے والے بھی نہیں مل سکتے۔ ایسے لوگ عام طور پر غیبت اور چغلی کرتے ہیں۔ زیادہ سونے والے الہام الٰہی سے متمتع نہیں ہوسکتے۔ الہام سے متمتع ہونے کیلئے تھوڑی نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعجب ہے کہ آج کل جو لوگ روحانیت کے ماہر کہلاتے ہیں' وہ اس کے الٹ کہتے ہیں اور یہی ثبوت ہے اس امر کا کہ وہ جس الہام سے بحث کرتے ہیں' وہ خدائی نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ الہام ان لوگوں کو ہوتا ہے جو گہری نیند سوتے ہیں مگر الٰہی الہام کیلئے نیند میں کمی ضروری ہے' ذکاوتِ حِسّ کیلئے خوراک میں کمی ضروری ہے' کم بولنا تقویٰ میں مد ہے۔ جو لوگ کم کھاتے ہیں' ان کے احساسات بہت تیز ہوتے ہیں جتنا زیادہ کھایا جائے اتنا ہی زیادہ دماغ میں خمار رہتا ہے اور یہ ساری باتیں رمضان میں حاصل ہوتی ہیں۔ روزہ دار کو غیبت' چغلی اور لڑائی جھگڑے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ کم بولتا ہے چونکہ رات کو جاگنا پڑتا ہے اس لئے نیند بھی کم ہوجاتی ہے' کھانا پینا بھی کم ہوجاتا ہے۔

غرضیکہ روحانی ترقی کے جتنے ذرائع ہیں' وہ سب کے سب رمضان میں جمع ہوتے ہیں۔

پھر رمضان میں ایک وقت کی بھی برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی عادت تو نہیں مگر اس میں عادت سے مشابہت ضرور ہے۔ انسان کی طرح اس کی آنکھیں نہیں مگر وہ بصیر ضرور ہے' اس کے کان نہیں مگر سمیع ہے' وہ کھاتا پیتا نہیں مگر کھانے سے اسے مشابہت ضرور ہے' گو اس میں عادت نہیں مگر عادت جیسی بات ہے یعنی جب وہ ایک کام کرتا ہے تو اسے پھر دوہراتا ہے۔ انسانوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کو پیریا ہاتھ ہلانے کی عادت ہوتی ہے اور وہ بار بار ہلاتے ہیں اور عادت کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ کوئی بات بار بار کی جاتی ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ میں بھی ہے کہ جب وہ ایک خاص موقع پر اپنا فضل نازل کرتا ہے تو اسی موقع پر بار بار فضل کرتا ہے۔ یہ بات قانون قدرت میں پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ماتحت چونکہ رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا تھا اس لئے اگر اس رسول کی اتباع کی جائے جس پر قرآن نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی عادت سے مشابہت رکھنے والی صفت کے ماتحت ان لوگوں کو جو رسول کریم ﷺ سے مشابہت کی وجہ سے دنیا سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے تعلقات نہیں رکھتے' کھانے پینے سونے میں کمی کرتے ہیں' بیہودہ گوئی وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں' ان کو الہام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کیلئے اس مہینہ کو خصوصیت سے چُنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" [۶]۔ اس میں بھی وہی عادت والی بات بیان کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ بہار میں اپنی رحمت کی شان دکھائی تھی اس لئے پھر جب وہ موسم آتا ہے' اللہ تعالیٰ کی رحمت کی شان کہتی ہے کہ اب کے بندے کیا کہیں گے' اس لئے پھر ہم دکھاتے ہیں اور اگر بندے اس سے فائدہ اٹھائیں تو اگلی بہار میں پھر وہی انعام نازل ہوتا ہے۔ تو جو صفت الٰہی عادت کے مشابہ ہے وہ کلامِ الٰہی کو اگر درخت تصور کرلیا جائے تو ہر رمضان میں وہ اسے جھنجھوڑتی ہے اور اس سے تازہ بتازہ پھل حاصل ہوتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ رمضان اور اس کی روح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جس کی طرف میں نے رمضان کے آنے سے پہلے بھی توجہ دلائی تھی' زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اور ایسے رنگ میں اپنی زندگی کو ڈھالیں کہ خدا کیلئے ہوجائے۔ وہ زندگی کو کھانے پینے اور پہننے کیلئے ہی وقف نہ سمجھیں۔ اگر دین نہ ہو تو عورتوں کی زندگیاں تو بالخصوص جانوروں کی سی ہوتی ہیں۔ وہ عورتیں جن کے ہاں نوکر چاکر نہ ہوں' صبح اٹھتے ہی کھانے پکانے کی فکر میں لگ جاتی ہیں۔ اس ہنڈیا

میں نمک زیادہ ہوگیا ہے' اس لئے میاں کیلئے فلاں بھجیا بنالوں' بچہ یہ چیز نہیں کھاتا' اس کیلئے یہ بنالوں' اسی طرح ان کا دن کٹتا ہے اور ان کی رات سونے یا بچوں کی خبرگیری میں صرف ہوجاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے بیوی کو مرد کا آدھا دھڑ قرار دیا ہے۷ اور جس کے گھر میں دین نہ ہو' اس کا گویا آدھا دھڑ قیامت کے دن مارا ہوا ہوگا۔ جس کی بیوی دین کی طرف توجہ نہین کرتی اور کھانے پینے میں ہی لگی رہتی ہے' وہ قیامت کے دن خداتعالیٰ کے سامنے کیا لے کر کھڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے کہے گا کہ تمہارے جسم کو ترقی دینے کیلئے ہم نے جو چیز دی تھی' وہ تم نے مفلوج کردی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خود تو نیک ہو مگر بیوی کو نیکی سے محروم رکھے' صرف اس لئے کہ کھانا مزیدار پکے' تو عورتوں کو دین سے محروم رکھنے کے کئی نقائص ہیں۔

رمضان سے فائدہ اٹھانے کیلئے میں نے جو تحریک کی ہے' اس میں زمیندار بھی شامل ہوسکتے ہیں اور یہ ایک ایسی آسان سکیم ہے کہ ان کیلئے مفت کرم داشتن والا معاملہ ہے۔ دنیا خواہ ایسی باتوں کو حقیر سمجھے مگر خداتعالیٰ بڑا نکتہ نواز ہے۔ رسول کریم ﷺ ایک مجلس میں یہ بات بیان فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور میرے لئے اللہ تعالیٰ نے خاص درجے رکھے ہیں۔ ایک شخص ۸ اس وقت کھڑا ہوا اور کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! دعا کیجئے میں بھی آپ کے ساتھ رہوں آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا۔ اب اس نے کیا قربانی کی تھی۔ سوائے اس کے کہ کھڑے ہوکر ایک بات کہہ دی تھی۔ اسی مجمع میں کئی ایسے لوگ موجود تھے جن کی قربانیاں اس سے بہت بڑھی ہوئی تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا یہ شخص خواہش رکھتا ہے اس لئے ہم اس کی خواہش پوری کرتے ہیں۔ اس پر ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میرے لئے بھی دعا کیجئے آپ نے فرمایا بس اب نہیں۹ ۔ تو اللہ تعالیٰ بڑا نکتہ نواز ہے۔ اگر ایک شخص پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی ایک حالت وارد ہو مگر جب مطالبہ کیا جائے تو وہ بھی کھڑا ہوکر کہے کہ میں بھی شامل ہوں تو وہ بھی ضرور شامل ہوجاتا ہے۔ پس رمضان نے ہمیں زندگی کا صحیح طریق بتایا ہے اور جب کسی قوم پر خاص حالات ہوں تو اس طریق سے اِدھر اُدھر ہونا ہلاکت ہے۔ یہ نہیں کہ ہر وقت ہی اچھے کھانے کھانا ناجائز ہے۔ جب قوم کے افراد ترقی پر ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن مصیبت کے زمانہ میں ایسا کرنا ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ اور ایسے زمانہ میں ہر فرد قوم سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ قربانی

کرے۔ اور یہ بوجھ ایسا نہیں کہ کوئی کہہ سکے میں نہیں اٹھاسکتا اس لئے سب کو اس میں شامل ہونا چاہیئے سوائے بیماروں کے۔ بعض لوگ بیماروں کے متعلق پوچھتے ہیں حالانکہ اس کی ضرورت نہیں۔ ایک مسلول کیلئے ضروری ہے کہ دودھ' مکھن' بالائی' انڈے غرض کہ تمام ہلکی اور لطیف اغذیہ کا استعمال کرے کیونکہ اس کیلئے یہی علاج ہے اور اس کیلئے یہی حکم ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اپنی صحت کو برباد کردے گا اور اس طرح مجرم ہوگا۔ دیکھو رمضان میں روزہ نہ رکھنا گناہ ہے مگر عید کے دن روزہ رکھنا گناہ ہے' نماز فرض ہے مگردن کے طلوع اور غروب کے وقت پڑھنے والا رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیطان ہے اس لئے جو لوگ بیمار ہوں ان کیلئے یہی حکم ہے کہ جو چیز ان کی صحت کیلئے ضروری ہو' اسے استعمال کریں۔

پس رمضان سے جو سبق ملتا ہے وہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اس سے ہم اپنے اندر عظیم الشان تبدیلی پیدا کرسکتے ہیں مگر لوگ عام طور پر اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ نہ وہ کھانے میں کمی کرتے ہیں' نہ پینے میں' نہ نیند میں' نہ باتیں کرنے میں۔ جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ رمضان کو ایسے لوگ خوید[۵] کا ذریعہ بنالیتے ہیں اور آگے سے بھی موٹے ہوجاتے ہیں اس طرح کوئی روحانی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کسی کے ہاتھ پر غلاظت لگی ہو اور وہ اسے صابن سے صاف کرنے کی بجائے اس سے کپڑے کی گرد جھاڑنے کی کوشش کرے۔ پس جو لوگ رمضان میں نفس کو موٹا کرتے ہیں ان کو نقصان ہوتا ہے۔ جب آقا سامنے ہو تو غلام کو اس کا ڈر ہوتا ہے اور رمضان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قریب آجاتا ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے دوستوں کو توفیق دے کہ وہ رمضان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں۔ اور لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں رمضان کی جو غرض بتائی گئی ہے' اسے حاصل کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تقویٰ کا وہ مقام عطا کرے کہ اس کی گود میں جا پہنچیں جس کے بعد ان کیلئے کسی قسم کا ڈر نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تمام کاموں کا متکفل ہوجائے اور وہ اس کی حفاظت میں آجائیں۔

(الفضل ۷-۲ دسمبر ۱۹۳۴ء)

۱؎ البقرۃ: ۱۸۴

۲؎، ۳؎ بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ

۴؎ البقرۃ: ۱۸۵

۵ بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم و باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم

۶ تذکرہ صفحہ ۵۴۷- ایڈیشن چہارم

۷

۸،۹ حضرت عکاشہ بن محصن- بخاری کتاب الرقاق باب یَدْخُلُ الجنة سبعون الفًا بغیر حساب

۱۰ خوید: ہرے جَو یا گندم